فقر و مسکنت و غنا و ثروت

(از جناب مولوی ابوالحسن صاحب مئوی اعظم گڈھی)

ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء کے رسالہ محدث میں "فقر و مسکنت اچھی چیز ہے" کی سرخی سے ایک مضمون شائع ہوا ہے اُس کے مطالعہ سے بعض ناظرین کو شبہ پیدا ہونے کا احتمال ہے اس کے ازالہ کیلئے یہ مضمون حوالہ قلم ہے۔ واضح ہو کہ فقر و مسکنت ہو خواہ غنا و ثروت ہر ایک کی کئی قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا ہے۔

اقسام غنا و ثروت اور ہر ایک کا حکم

غنا کی ایک قسم وہ ہے کہ انسان پیغمبروں پر ایمان نہ لائے خدا کی نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ ہو اس وجہ سے خداوندکریم اس پر روزی کشادہ کردے اور ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیا کردے تاکہ خوب سرکشی و ظلم کریں اس کے بعد اسکو یکبارگی پکڑلے کما قال اللہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردیئے یہانتک کہ وہ دی ہوئی چیزوں پر خوب اترا گئے۔ ہم نے ان کو دفعۃً پکڑلیا پس وہ بالکل متحیر (ہکّے بکّے ہوکر) رہ گئے۔ پس ظالموں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے (پارہ ہفتم سورہ انعام) اور سورہ مدثر پارہ ۲۹ میں ہے ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا الی قولہ تعالیٰ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا۔ یعنی اور چھوڑدو مجھکو اور اس کو کہ پیدا کیا میں نے اس کو اکیلا اور اس کو بہت سا مال دیا (سارہقہ صعودا تک) یعنی میں اس کو جلد صعود پر چڑھاؤنگا۔ صعود جہنم کے اندر پہاڑ ہے اس کی چڑھائی ستر برس کی ہے۔ اِنَّمَاۤ اُوْتِيَ مَاۤ اُوْتِيَ لِاَسْتَدْرِجَهٗ (تفسیر ابی سعود) یعنی تفسیر ابی السعود میں ہے کہ اس کافر کو جس کا نام ولید بن مغیرہ تھا جو کچھ مال و دولت وغیرہ دیا گیا درجہ بدرجہ دوزخ میں لیجانے اور عذاب کرنے کیلئے دیا گیا۔ اسی طرح بہت سی آیاتِ قرآنیہ اس مضمون کی وارد ہیں۔ یہ غنا و مالداری سخت مذموم اور بڑی خطرناک ہے ابتدائے آفرینشِ آدم علیہ السلام سے آج تک جسقدر کفار بادشاہ گذرے اور اقوام اہل دولت گذریں خواہ فرعون ہو یا نمرود یا بخت نصر، یا قوم عاد و ثمود و قوم صالح وغیرہ کے تونگر تمام اسی آیت کے ماتحت تھے کہ خوب مال و دولت و سامان عیش و عشرت دیکر خداوند تعالیٰ نے ان کو دفعۃً پکڑلیا۔ اسی طرح آج کل بہت سے بظاہر کلمہ گو ہیں مسلمان کے خاندان سے ہیں نواب یا علاقہ دار ہوگئے ہیں زبردست تاجر ہیں لاکھوں کروڑوں کے آدمی ہیں مگر حدود شرعیہ سے خارج ہیں بازاری عورتوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں شراب پیتے ہیں۔ شطرنج و گنجفہ ان کا مشغلہ ہے نہ نماز سے مطلب نہ روزہ سے تعلق نہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی فکر نہ حج سے کوئی غرض ؎

چھوڑکر حکمِ خدا راہِ صواب ✤ رات دن بدمست ہیں پیکر شراب

حقِ زوجہ میں ہیں بے انصاف صاف ✤ کرتے ہیں دارِ طوائف کا طواف

باوجود ان بے عنوانیوں اور نافرمانیوں کے نوابی قائم ہے علاقہ کی آمدنی بدستور ہے مال تجارت میں روزانہ ترقی ہے

یہ مالداری و ثروت بھی خطرناک ہے علامت غضب الٰہی اور مکر و استدراج ہے کہ نتیجہ اس کا خوب فربہ کرکے ذبح کرنا ہے۔

اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم پر فقر سے نہیں ڈرتا لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ کردی جائے جیسا کہ تم سے اگلے لوگوں پر کشادہ کی گئی پس تم اس پر فریفتہ ہو جاؤ جیسا کہ وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ پس تم کو ہلاک کردے جیسا کہ ان کو ہلاک کیا (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری مسلم)

وینیز اس قسم کے غنا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے پناہ طلب فرمائی ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فَقْرٍ یُّنْسِیْنِیْ وَمِنْ غِنًی یُّطْغِیْنِیْ الحدیث یعنی اے اللہ ایسے فقر سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے (تیری یاد سے) غافل کردے اور ایسی تونگری سے پناہ طلب کرتا ہوں جو مجھکو طغیان و سرکشی میں ڈالے مسلمانوں کو ایسی تونگری سے پناہ مانگنا چاہئے۔

قسم دوم۔ تونگری و غنا غیر اختیاری ہے کہ خدا نے روزی تقسیم فرمائی۔ کسی کو غنی بنا دیا کسی کو فقیر محتاج نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ۔ اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ۔ یعنی ہم نے بندوں کے درمیان ان کی روزی تقسیم کی ہے بیشک آپ کا رب کشادہ کرتا ہے روزی جسکو چاہتا ہے اور کم کرتا ہے وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ یعنی ہم نے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے یعنی کسی کو زیادہ دیا کسی کو کم۔ یہ قسم محمود ہے بشرطیکہ حدود شرع کی مخالفت نہ کی جائے۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ صدقات خیرات حقوق اللہ و حقوق العباد کے ہر شعبہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اور مال کو آخرت کے حصول کا سامان بنایا جائے ؎

مال را گر بہر دین باشی حمول ✽ نِعْمَ مالٌ صالحٌ گفتہ رسول

نہ مرد ست آنکہ دنیا دوست دارد ✽ وگر دارد برائے دوست دارد

جیسے حضرت عثمان غنی و دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تونگر تھے مال کے ذریعہ سے دین اسلام و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے۔

قسم سوم تونگری کی وہ ہے کہ اس کے اندر اختیار عبد کو بھی کچھ دخل ہے۔ دینے والا تو خدا ہی ہے۔ مثلاً کوئی پہلے فقیر و محتاج تھا اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی احکام خدا کو اخلاص کے ساتھ بجالایا جو کچھ اس کے پاس تھوڑا بہت تھا اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کر دیتا تھا ؎ نیم نانے گر خورد مرد خدائے۔ بذل درویشاں کند نیمے دگر کا مصداق تھا۔ اور فقر و محتاجی پر صابر و قانع تھا۔ خدا کو یہ افعال و اطوار پسند آگئے اور دنیا ہی سے جزا اعمال صالحہ دینا شروع کر دیا روزی کشادہ کردی قسم قسم کی آسائش کے سامان عطا فرمائے اور آخرت میں اس سے بڑھکر عنایت فرمائیگا یہ قسم غنا نہایت محمود و مرغوب ہے۔ خوشنودی خدا کی علامت ہے اس کی علامت یہ ہے کہ ایسے تونگر کو اعمال صالحہ کی توفیق زیادہ ہو جاتی ہے۔ مساجد و مہمانخانہ بنواتا ہے۔ رفاہ عام کیلئے پل بنواتا ہے کنویں کھدواتا ہے علم دین کی تعلیم کے لئے مدارس کھولتا ہے طلبہ و مدرسین کی خدمت کرتا ہے کتبخانہ کا سامان کرتا ہے۔ پس روز بروز خدا سے قرب بڑھتا جاتا ہے۔ یہانتک کہ نبیوں و صدیقوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین اوکما قال یعنی حضور صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تاجر سچا امانت دار نبیوں و صدیقوں کے ساتھ محشور ہوگا۔

علیٰ ہذا القیاس فقر کے بھی اقسام ہیں اور ہر قسم کا حکم جدا گانہ ہے نہ ہر فقر مذموم ہے نہ محمود

اقسام فقر و مسکنت اور ہر ایک کا حکم

فقر کی ایک قسم وہ ہے کہ پہلے کوئی مالدار خوش عیش تھا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی حدود شرعیہ سے تجاوز کیا سرکشی و تمرد اپنا شیوہ بنایا اس پر خدا کی ناراضگی ہوئی خدا نے اس کی نعمتیں چھین لیں اور فقر و مسکنت کی بلا میں مبتلا کر دیا جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ یعنی ان پر ذلت و مسکنت ڈالدی گئی اور خدا کا غصہ لئے ہوئے لوٹے یہ اسلئے کہ وہ لوگ خدا کی آیات سے انکار کرتے تھے۔ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اور انبیا کو ناحق قتل کرتے تھے یہ اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے نافرمانی کی اور (حدود شرع سے) تجاوز کرتے تھے۔ اور بھی اس مضمون کی آیات ہیں یہ فقر و مسکنت سخت مذموم اور عذاب خداوندی ہے ایسے فقر و محتاجی سے خدا پناہ میں رکھے۔

قسم دوم ۔ وہ فقر و مسکنت ہے کہ انسان کے اختیار سے خارج ہے کیونکہ خدا نے روزی تقسیم فرمائی ہے کسی کو غنی بنایا کسی کو فقیر جس کو فقیر بنایا وہ ہر چند تحصیل مال کے لئے تدبیریں کرتا ہے کوئی دقیقہ سعی کا نہیں چھوڑتا مگر مقدر سے عاجز ہے تجارت کرتا ہے نفع کیلئے اور خسارہ ہو جاتا ہے ملازمت تلاش کرتا ہے دستیاب نہیں ہوتی زراعت کرتا ہے غلہ نہیں پیدا ہوتا پریشانی میں پڑا رہتا ہے تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی ؎

چاک تقدیر کی رفو ہونا کبھی ممکن نہیں ✤ سوزن تدبیر گرچہ عمر بھر سیتی رہے

بڑے بڑے عالم ہنرور اور بڑے بڑے مسٹر بی اے ایم اے پاس شدہ بیکار پڑے ہیں اور ایک کم علم بے ہنر کے پاس دولت کا ذخیرہ موجود ہے ؎

كَمْ عَالِمٍ عَالِمٍ اَعْيَتْ مَذَاهِبُهُ ✤ وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

هٰذَا الَّذِيْ تَرَكَ الْاَوْهَامَ حَائِرَةً ✤ وَصَيَّرَ الْعَالِمَ النِّحْرِيْرَ زِنْدِيْقًا

حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے قریب قریب اس مضمون کے فرمایا ہے ؎

اگر روزی بدانش بر فزودے ✤ ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

بناداں آنچناں روزی رساند ✤ کہ دانا اندراں حیراں بماند

یہ فقر دو نوع پر منقسم ہے ایک اس حد تک پہنچ جائے کہ صبح و شام کھانا تک نصیب نہ ہو بدن چھپانے کے کپڑے نصیب نہ ہوں طاقت صبر ہاتھ سے جاتی رہے مخلوق کی دست نگری کی نوبت آجائے نعوذ باللہ بعض وقت زبان سے کلمہ شکایت نکلنے لگے ؎ گر انصاف پرسی نہ نیکوست ایں ✤ برہنہ من و گربہ را پوستیں۔

یہ نوع فقر کا بھی مذموم ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نوع کے فقر و محتاجی سے پناہ طلب کی اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ الحدیث ۔ یعنی اے اللہ میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں محتاجی اور

قلت و ذلت سے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْكُفْرِ یعنی اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور کفر سے بعض وقت اس محتاجی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بہت سے نا عاقبت اندیش مرتد ہو کر مال و دولت کے حصول کے لئے نصرانی ہو جاتے ہیں شدھی کرا کے آریہ بنجاتے ہیں نعوذ باللہ من ذلک اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا۔ یعنی قریب ہے کہ فقر و محتاجی کفر ہو جائے یعنی باعث کفر بنجائے اسی قسم کے فقر کے باب میں یہ کہنا صحیح ہے کہ ؎

شب چو عقد نماز بر بندم ✤ چہ خورد بامداد فرزندم

نوع ثانی اس فقر کا وہ غربت ہے کہ صبح و شام کھانا نصیب ہو جاتا ہے پہننے کیلئے کپڑا موافق ضرورت ملتا رہتا ہے دیگر ضروریات زندگی کے سامان موجود ہیں۔ جمع کرنے کیلئے مال نہیں نہ مسجد و خانقاہ، مدارس و طلبہ کی خدمت سے سرفرازی ہے نہ زمینداری ہے نہ علاقہ ہے نہ کوئی فاضل آمدنی کا راستہ ہے رزق کفاف کا بندوبست ہے۔ اگر کبھی اس کے اندر تکلیف بھی ہوئی تو قلب مطمئن اور راضی ہے خدا کا شکر گذار ہے صبر و استقلال کی زمام کو ہاتھ سے نہیں دیتا یہ فقر محمود ہے اور غنا کے تمام اقسام پر اس کو فضیلت ہے کہ محبوب حق و محبوب قلوب انبیاء و مرسلین و صحابہ و اولیا و صالحین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ لِيَجْعَلَ لِیْ بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ اَشْبَعُ يَوْمًا وَّ اَجُوْعُ يَوْمًا فَاِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَيْكَ وَ ذَكَرْتُكَ وَاِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَ شَكَرْتُكَ رواہ ابو امامہ (احمد و ترمذی) یعنی میرے پروردگار نے مکہ کے سنگستان کو پیش فرمایا کہ اس کو میرے لئے سونا بنا دے تو میں نے عرض کیا اے رب نہیں (یعنی میں نہیں چاہتا) بلکہ میں ایک روز آسودہ ہوں اور ایک روز بھوکا رہوں پس جب بھوکا رہوں تو تیری طرف تضرع اور عاجزی کروں اور تجھکو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر آسودہ ہوں تو تیری حمد کروں اور شکر بجا لاؤں۔ باری تعالیٰ نے فقراء مہاجرین و انصار کی قرآن مجید میں تعریف کی ہے لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ الیٰ قولہ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ (پارہ ۲۸ سورہ حشر) یعنی فقراء مہاجرین کے لئے جو نکالے گئے اپنے گھروں اور اموال سے خدا کے فضل و رضوان کے طالب ہیں الخ۔ و نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ یعنی اے اللہ مجھکو مسکین زندہ رکھ اور مسکین دنیا سے اٹھا اور مساکین کے گروہ میں مجھکو محشور کر اللہ اللہ یہ نہیں فرمایا کہ جہاں میں ہوں وہاں مساکین کو پہنچا دے بلکہ یوں فرمایا کہ جہاں مساکین کا گروہ ہو وہاں مجھکو پہنچا کر مجھکو ان میں داخل فرما دے۔ چونکہ صبر و قناعت کے ساتھ یہ فقر خدا کو پسند ہے اسلئے خدا کے نزدیک فقراء کو اغنیاء پر فضیلت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہونگے جو آخرت کا نصف یوم ہے رواہ ابو ہریرہ (ترمذی)۔ مقربین بارگاہ الٰہی نے اس فقر کو بالقصد اختیار فرمایا ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث عَرَضَ عَلَیَّ رَبِّیْ الخ اس پر دال ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

وَاِنِّیْ لَصَبَّارٌ عَلٰی مَا يَنُوْبُنِیْ ✤ وَحَسْبُكَ اَنَّ اللّٰهَ اَثْنٰی عَلَی الصَّبْرِ
وَلَسْتُ لَنَظَّارٍ اِلٰی جَانِبِ الْغِنٰی ✤ اِذَا كَانَتِ الْعَلْيَاءُ فِیْ جَانِبِ الْفَقْرِ

حکایت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے پاس سنجر کے بادشاہ نے خط لکھا کہ میں سلطنت سنجر کے اندر جو ملک نیمروز ہے آپ کو دیتا ہوں کہ آپ کے خرچ میں اس کی آمدنی رہے گی حضرت شیخؒ نے جواب میں دو شعر لکھکر ارسال فرمایا

چو چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ✣ در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبر ملک نیم شب ✣ من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں احادیث پڑھتے اور یاد کرتے تھے جاگیر نہ ہونے سے پریشان رہتے تھے حتیٰ کہ ان کی ماں اور ہمشیرہ نے اپنا زیور نکال کر دیدیا کہ اس کو فروخت کر کے کھانے کا انتظام کریں۔ ایک مرتبہ اپنے مکان سے سوکھی روٹی لیکر علم حدیث سیکھنے کے لئے بغداد تشریف لے گئے تو ایک مہینہ تک اسی سوکھی روٹی پر بسر فرمایا اور اس روٹی کیلئے سالن دجلہ کے پانی کے سوا کچھ نہ تھا اسی طرح ہر زمانہ کے غریب طلبہ علم دین کے طالب فقر کو اختیار کر کے تکالیف اٹھا کر علم دین پڑھتے رہے۔ یہ لوگ بھی فقر کو باختیار پسند کرتے ہیں۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے پہلے دو ایک بار ملک شام میں مال خدیجہ کے ساتھ بغرض تجارت تشریف لے گئے لیکن بعد بعثت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یا ملاحظہ ہو مَا اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَاَکُوْنَ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السَّاجِدِیْنَ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (مشکوٰۃ) یعنی مجھ پر یہ وحی نازل نہیں ہوئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں شامل ہو جاؤں۔ لیکن مجھ پر وحی ہوئی ہے کہ اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کر اور ساجدین سے ہو جا اور اپنے پروردگار کی عبادت کر یہانتک کہ موت آجائے۔

حضور صلعم کا مرتبہ اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ حضور تاجرین سے ہوں اگرچہ دوسروں کے لئے تاجر ہونا کوئی عیب نہیں بلکہ بہ نیت صالح ہو تو کار ثواب ہے کیونکہ طلب مالِ حلال بھی انسان کیلئے ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر فقر مذموم و ہر غنا کو محمود نہیں کہہ سکتے جو قسم محمود وہ محمود ہے اور جو مذموم وہ مذموم ہے کیا فقراء مہاجرین و انصار و اصحاب صفہ و امام بخاری وغیرہ نعوذ باللہ مغضوبین کے زمرہ میں داخل ہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ لوگ مقربین بارگاہ الٰہی اور ہزاروں اغنیاء سے افضل اور اعلیٰ مرتبہ ہیں۔ اسی طرح وہ اغنیاء جو مال کے حقوق ادا کرتے ہیں مدارس دینیہ قائم کرتے ہیں کتبخانہ کا انتظام کرتے ہیں طلبہ و مدرسین کی خدمت کرتے ہیں یہ بھی بڑے درجے کے لوگ ہیں اُن کا تونگر ہونا موجب درجات ہے

مبحث

آج کل عام طور پر مسلمان غریب اور محتاج بلکہ فاقہ مست ہیں۔ اور دن بدن اُن کی محتاجی بڑھتی جا رہی ہے ان کی دولت مختلف طریقوں سے ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم قوموں کی طرف کھچی چلی جا رہی ہے۔ ہر قسم کی تجارت، کاروبار، اور سرکاری ملازمتوں وغیرہ پر ہندوؤں کا قبضہ ہے مسلمان ان کے مقروض ہیں اور سود در سود کی ادائیگی کے پھندے میں پھنسکر برباد ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں کہ مسلمان بالکل بے بس ہو کر ہندوؤں کے مقابلہ میں نہایت ذلیل زندگی گذارنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ادھر عام طور پر مسلمانوں میں یہ غلط خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ کو محتاجی ہی پسند ہے۔ مالداری اور دولتمندی اُسے نہیں بھاتی۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ خیال ہمارے انھیں واعظین کا پیدا کیا ہوا ہے جو عموماً اپنے وعظوں میں دولت کی مذمت اور فقر و محتاجی کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ نہ وہ غنا و فقر

کی اس وقت تقسیم کرتے ہیں نہ عوام ان بحثوں کو سمجھ سکتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ عام طور پر مسلمان کاہل بنکر پیشہ ور فقیر اور بھیک منگے بن گئے۔ محنت ومشقت سے کام کرنے، اور عزت کے ساتھ دولت حاصل کرنے کے جائز اور حلال طریقوں پر بھی غور کرنے سے غافل ہوگئے۔ جس کے بعد انھیں ہر قسم کی ذلتوں، رسوائیوں، تباہیوں اور بربادیوں میں پڑ جانا لازمی تھا۔ اسی ماحول سے متاثر ہوکر مولوی امین صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی نے اپنا مضمون لکھا تھا اور یہ بتانا چاہا تھا کہ مسلمانوں کی یہ ذھنیت کہ وہ ہر قسم کی مالداری کو برا اور فقر ومحتاجی کو اچھا سمجھکر اپنے آپ کو ہلاکت کی طرف لیجارہے ہیں، غلط ہے بلکہ مالداری اچھی چیز بھی ہے۔" پس مولوی ابوالحسن صاحب کا یہ مضمون درحقیقت مولوی امین صاحب کے اُس مجمل مضمون کی تفصیل اور تشریح ہے اور بس۔ لہذا اس مضمون کو اسی حیثیت سے پڑھیں، اور یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ یقیناً اس وقت مسلمانوں کو کاروباری بننے کی ضرورت ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو، وہ تحصیل مال کے جائز اسباب وذرائع پر توجہ کریں اور بڑے سے بڑا تاجر اور بڑے سے بڑا مالدار بننے کی کوشش کریں، اور پھر اس دولت کو اللہ کے راستوں میں خرچ کریں۔ بندگانِ خدا کی خدمت کریں۔ اور اس ذلیل زندگی سے نکلنے کی پوری جد وجہد کریں اس لئے کہ بقول عنبر ؎

سحر سے شام تک منت کشِ اہلِ کرم رہنا ✦ مطابق قولِ محشر کے نہیں وہ زندگی عنبر

قرآن مجید کی صداقت منکرین اسلام کی نظر میں

(از مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب منظور سنگھوری (دربھنگہ) متعلم دار القرآن والحدیث چاندنی چوک دہلی)

قرآن کی صداقت وحقانیت کی اس سے بڑھکر کیا دلیل ہوگی کہ مخالفت کا پہاڑ بغض وعناد کا طوفان بھی سامنے آیا تو پرکاہ کی طرح ہیچ وذلیل ہوگیا۔ بلکہ راستی کے فرشتے نے اپنے مخالف ہی سے اپنی کمال صداقت وراست گوئی کا اعتراف کرالیا۔ صداقت نے اپنے عیب چیں اور دشمن کی زبان سے حق کی گواہی دلوادی۔ یہ مسلم ہے کہ ہر منصف مزاج اور سلیم العقل انسان ہمیشہ سچ کو سچ ہی کہتا ہے۔ آفتاب کو ہزاروں آنکھیں دیکھتی ہیں لیکن کوئی صحیح آنکھ اس کی روشنی کا انکار نہیں کرتی ہے۔ بعینہٖ یہی مثال قرآن شریف کی حقانیت وصداقت فصاحت وبلاغت وتاثیر اور اس قسم کے ہزاروں اوصاف کی ہے۔ جنھوں نے صرف کفار مکہ ہی کو عاجز وسرنگوں نہیں کیا بلکہ تمام عالم پر شمال سے لیکر جنوب تک مشرق سے لیکر مغرب تک دنیا پر ایسا سکہ جمایا کہ سب کے سب اسی طرح حیران ہوئے جس طرح کسی زمانہ میں عتبہ وربیعہ وغیرہ جیسے مخالف ومعاند حیران وانگشت بدنداں رہے۔ اگر تعصب وعداوت کے ملوثی جذبات دور ہوجائیں تو آج کوئی ایسی ہستی نہ ملے جو اس کے آگے اپنے سر کو خم نہ کرے۔ ہم ذیل میں پہلے ان لوگوں کی شہادتوں اور رایوں میں سے چند رائیں اور شہادتیں پیش ناظرین کرتے ہیں جو مشرف باسلام ہونے سے پہلے قرآن مجید کے متعلق اپنی رائے قائم کرچکے تھے۔ اور ہر طرح اس کا امتحان وآزمائش کرکے اپنی تشفی کرچکے تھے۔